چشمۂ زندگی سے

ذکرِ جمیل

سید ریاض حسین شاہ

چشمۂ زندگی ہے ذکرِ جمیل

سید ریاض حسین شاہ

حرف حرف دھڑکتا ہوا، لفظ لفظ بولتا ہوا، بات بات من میں اترتی ہوئی

علامہ سید ریاض حسین شاہ

کی فکر قرآن سے منور اور عشق رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی
روح پرور انقلاب انگیز تصانیف خود پڑھیے دوسروں کو پڑھایئے

ایمان سے مومن تک
عشق و محبت
دلائل و آثار
مجموعہ مقالات
کوثر رحمت
آتشیں حروف
سوچنے کی باتیں

تذکرہ

Path to Eternity
Philosophy of Taqwa
Dignified Love That Glorifies

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر III، راولپنڈی۔ 0300-5141965
... H بلاک، ... 0322-4301986
ادارہ تعلیمات اسلامیہ W بلاک ... فیصل آباد۔ 041-8713691

چشمۂ زندگی ہے ذکرِ جمیل

خطبات

(5)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے اس کا نزول انسانی ہدایت کے مرکز پر گھومتے ہوئے تاثراتی لہجے کے ساتھ اپنے معجزات عام کرتا ہے اور اس طرح چشم زدن میں آوارہ عقلیں پشیمانی کے زون میں داخل ہو جاتی ہیں اور دھیرے دھیرے دلوں کا ذوق بدنوں کی روحانی مسرت بن کر ''الحق اور الخیر'' کی بیعت کر لیتا ہے۔

صاحب!

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ نفس فسق و فجور کی ظلمت میں خطرناک قسم کے جرائم سے آلودہ ہوتا ہے لیکن انسان کے لیے جمالیاتی اور روحانی ادراکات اللہ کی راہ میں اسے کامیاب سفر نصیب کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید کی بانگ رحمت پر غور کیجیے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (سورۃ النور:37)

''اللہ کے مردانِ عظیم کو کوئی تجارت اور کوئی سودا اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا''۔

وہ لوگ جو حسن ازل کو کائنات کی کھلی کتاب میں ورق در ورق بے نقاب دیکھتے ہیں ان کی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں، ان کی لحظے اور وقت حکمتوں سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ وہ نازک فکر کے عظیم لوگ عشق الٰہیہ میں ہمہ دم جلتے رہتے ہیں، ان کی زندگی میں جمود نہیں ہوتا، عشق کے معرکے ہوتے ہیں، شب و روز ان کے لیے سکون آفرینیوں کے راز اگلتے ہیں، وہ قلندر مزاج لوگ

جب ساری کائنات کا گھونٹ بھر کر اسم اعظم اللہ کے ساتھ حق شکر ادا کرتے ہیں ان کے تن من دہن سے ذکر کے جلوے فیض بار ہونے لگ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی بامعنیٰ ہو جاتی ہے۔

صبحوں کا حسین ماحول ان کی پیشوائی کے لیے موجود ہوتا ہے۔ شام کے ہنگامے انہیں بندگی کے پیغامات دیتے ہیں، ندیاں ان کے لیے یادِ محبوب کا رقص بن جاتی ہیں، طائرانِ خوش نوا کے ملکوتی نغمے ان کے لیے فردوسِ گوش بن جاتے ہیں، آسمان ایسے دیوانوں کے لیے زمین ہو جاتا ہے اور فضائیں ان کے لیے کورنش بجالاتی ہیں۔ سال کے سارے مہینے جیسے ربیع الاول بن جاتے ہیں۔ وہ محرم کو محبوب کے نام پر جان فدا کرنے کا سبق سمجھتے ہیں۔ صفر کو وہ عشق حقیقی کا بخار جانتے ہیں۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ ان کے لیے بارہ اماموں کے پیشوا سے عشق سکھاتی ہے۔ ربیع الثانی اولادوں کی استقامت کا میلہ ہوتا ہے، جمادی الاول زماں کے راز کھولتا ہے اور جمادی الثانی پرکارِ حق بن کر مکان کو دل آویزی دیتا ہے، رجب شہنشاہِ کائنات کی اصل کائنات سے ملاقات کا جشن اور فاطمیوں کے لیے بتول رضی اللہ عنہا و علی رضی اللہ عنہ کے میل کا زمینی استعارہ بن کر سامنے آتا ہے جبکہ شعبان عاشقوں کو روشنی کا احساس دیتا ہے اور رمضان بھوک بن کر عقل اور عشق کو گلے ملنے کا حوصلہ دیتا ہے، شوال آتشکدے ٹھنڈے کرتا ہے اور ایک باپ بیٹے کو ذیقعد میں راہِ معنیٰ وندرت کا معلم بنا کر ''ذوالحج'' کو تسلیم ورضا اور مجاز واستعارہ کے زم زم سے غسل دے کر ''اذانِ حق'' کے لیے ذوقِ سعی بخشتا ہے۔

ایک موقع پر نوائے وقت میں اپنی من کہانی لکھنے والے ایک عاشق صادق نے قلم کو رقص بار ہونے کی رندگی دی اور کہا:

> ''جناب! یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں آج سے اربوں برس پہلے وجود میں آئی تھی لیکن باوجود اتنی عمر کے ہماری زمین اجرام سماوی کے مقابلے میں ابھی بچہ کی حیثیت رکھتی ہے اور نوع انسان کا وجود اس پر یوں سمجھیے جیسے وہ چند دقیقے پہلے پیدا ہوا ہے لیکن ایک ہستی ہیں جنہیں بسایا زمین پر لیکن ساری کائنات کو ان کی

مٹھی میں بند کر دیا''۔

جس سمت کو چاہے صفت سیلِ رواں چل
وادی یہ ہماری ہے وہ صحرا بھی ہمارا

(اقبال)

سامعین باتمکین!

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روحوں کو تسکین کا جلوہ بخشو، تلاوت قرآن سے حروف و معنیٰ کا راز پاؤ اور یہ اگر گستاخی نہ ہو تو میں عرض کر دوں۔ اسمِ اعظم ''اللہ اللہ'' کی کثرت سے دنیا کی بھاری بھرکم چٹانوں پر چوٹ مارتے رہو اور ذکر اللہ کی کامل اور اتم صورت اقامتِ صلوۃ یعنی نماز کا قیام جانو، نماز قائم کرنے میں جو روحانیت ہے وہ کسی اور عمل میں نہیں۔

نماز خالقِ کائنات کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اس شخص کی بدقسمتی کا اندازہ خود لگا لیجیے جسے بادشاہوں کے بادشاہ کے حضور اذن حضوری ملا ہو لیکن وہ ایسے قسمت ساز لمحوں سے فیض یاب نہ ہو رہا ہو۔ کتنی مزیدار بات ہے نماز معراج کا تحفہ ہے اور معراج کی یادیں نماز میں قلبی واردات بن جاتی ہیں۔ ایک مرتبہ اقبالؔ نے بڑی مزیدار بات کی کہ ولی اور نبی میں فرق یہ ہوتا ہے کہ ولی حق تعالیٰ کے انوار و تجلیات سے اکیلے لطف اندوز ہوتا ہے جبکہ نبی لیتا بھی ہے اور دیتا بھی ہے۔ ہم کتنے قسمت والے ہیں کہ ہمیں اطاعت کا سبق خاتم النبیین ﷺ کے لیے دیا گیا ہے، انہی لاہوتی کیفیات کو ایک مردِ مفکر نے یوں بیان کیا تھا:

محمد ﷺ بر فلک الافلاک رفت و باز آمد اگر من رفتمے باز نیامدے

''محمد ﷺ فلک الافلاک پر گئے اور واپس آ گئے اگر میں گیا ہوتا تو کبھی واپس نہ آتا''۔

استاذ محترم شیخ القرآن عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ معراج کا واقعہ جب بیان فرماتے کیفیت خاص ہوتی۔

زبان ایسی فصاحت بھی جس پر اترائے
کلام ایسا سنے جو بھی اس کو رشک آئے

آپ فرماتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی کمال تھا کہ آپ معراج پر گئے لیکن اس سے بڑا کمال یہ تھا کہ گئے اور پھر آ بھی گئے۔

میری جان سے بھی عزیز میرے شیخ محترم لالہ جی محمد جمشید رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ معرفتِ باری کے حصول کے لیے اقامت صلوۃ سے بڑھ کر کوئی اور راستہ نہیں، اس لیے سالکین کو چاہیے کہ وہ نماز کی صورت میں اللہ کا ذکر کیا کریں۔ یہ ذکر جب تام ہو جائے تو شب و روز کی کوئی گھڑی ایسی نہیں بچتی جس میں طالب اور سالک کو اسم اعظم کا ذکر میسر نہ ہو جائے۔ اللہ کا ذکر ہی سالک کو بلندی بخشتا ہے۔

مولانا روم نے کیا خوبصورت لفظ موزوں کیے:

ہر گدا از ذکر شاہ سلطان بود

"گدا ذکرِ شاہ سے خود سلطان ہو جاتا ہے"۔

لیا ہے ، لیجیے جب نام اس کا
بہت وسعت ہے میری داستاں میں

(حالی)

الفاظ کی گہرائی، مٹھاس، نوازش اور یقین آرائی ملاحظہ ہو کہ حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنا ذکر کرنے والوں کے پاس ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرنے والوں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرنے والوں کو اصحاب عقل و شعور قرار دیا ہے:

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

”وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (اور دعا کرتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں فرمایا، بڑی قوت والی ہے تیری ذات سو ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ“۔ (سورۂ آل عمران:191)

یاد رہے کہ دل کی تمام بیماریوں اور ظلمتوں کا علاج اللہ کے ذکر میں ہے اور یہی وظیفہ اور ورد دلوں کا زنگ دور کرتا ہے اور صاف دل ہی روحوں کے چراغ روشن کرتے ہیں اور اس روشنی میں محبوب و معبود کے نوری جلوے بے حجاب نظر آنے لگ جاتے ہیں۔

ذکر اذکار، عشق و عبادت اور شوق و ذوق کی یہ کیفیات ہیں کہ انسان دوئی اور ہرجائی ملامتوں سے آزادی پا کر صرف اور صرف اللہ ہی کی راہ میں غلطاں و مستاں سفر کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کیفیت کے دلداروں اور وفاداروں کے قلوب مطمئن ہو جاتے ہیں اور شوق کی کیفیت انہیں موت سے بھی بے خوف کر دیتی ہے۔

حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے سوز و عشق بھرے اشعار ملاحظہ ہوں:

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بریں ذوقے کہ پیش یار می رقصم
تو آں قاتل کہ از بہر تماشا خون من ریزی
من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خونخوار می رقصم
تپش چوں حالتے آرد بروئے شعلہ می غلطم
خلش چوں لذتے بخشد، بہ نوک خار می رقصم
منم عثمان ہارونؔی کہ یار شیخ منصورم
ملامت می کند خلقے، و من بر دار می رقصم

”ان کیفیات کو میں نذرِ قلم نہیں کر سکتا جب صحبت

یار لب موت دیدار کی لذت سے ہم کنار کرے گی میری کیفیت رقص بار ہوگی اور مجھے اس ذوق اور عشق پر فخر ہے کہ بہ روئے دوست مستی رقص نصیب ہوگی۔

میرے محبوب تو وہ حسن نوازی سے قتل کرنے والا ہے کہ تو نے صرف تماشا دیکھنے کے لیے میرا خون ہی نچوڑ لیا اور میں شہید عشق ہوں کہ خنجرِ تیز دھار کے نیچے بھی رقص کرنے والا ہوں اور عشق کی گرمی نے مجھے یہاں پہنچا دیا کہ میں آگ کے شعلوں میں کود پڑا اور راہ عشق میں آبلہ پائی کی خلش نے وہ لذت دی کہ میں کانٹوں کی نوک پر بھی بھنگڑے ڈالنے لگ گیا۔

میرا نام عثمانی ہارونی ہے مسلک میں، میں منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا یار ہوں اس لیے مجھے ملامت گروں کی ملامت سے کوئی فرق نہیں پڑتا میں سولی پر بھی رقص کرنے والا ہوں‘‘۔